ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

محترم راجہ منیر احمد خان صاحب کا تقرر بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

۱۳۷۶ - ۱۳۷۸ ہش

۱۹۹۷ - ۱۹۹۹ء

مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۷ء کو مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ پاکستان کے اجلاس میں انتخاب صدر برائے سال ۹۹-۱۹۹۷ء کی کارروائی عمل میں آئی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں انتخاب صدر کی رپورٹ پیش ہوئی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت شوریٰ کی کثرتِ رائے کو منظور فرماتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے محترم راجہ منیر احمد خان صاحب کو مزید ۲ دو سال کے لئے صدرِ مجلس مقرر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"منظور ہے۔ اللہ مبارک فرمائے"

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

محترم راجہ منیر احمد خان صاحب کا مختصر تعارف

محترم راجہ منیر احمد خان صاحب ۱۰ ستمبر ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوئے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک کیا۔ ۱۹۸۴ء میں بی۔ اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے پاس کرنے کے بعد آپ نے خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۹۰ء میں جامعہ احمدیہ سے درجہ شاہد کا امتحان پاس کیا اور ضلع فیصل آباد میں آپ کی بطور مربّی سلسلہ پہلی تقرری ہوئی۔ نومبر ۱۹۹۰ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے آپ کا تقرر بطور معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ہوا۔ اس عرصہ میں آپ نے ایم۔ اے کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ ستمبر ۱۹۹۲ء میں آپ کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے علمِ کلام میں تخصص کے لئے منظور فرمایا۔

آپ کو شروع ہی سے اہم جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۳ء بطور منتظم اطفال اور زعیم خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ میں بطور ناظم اطفال، ناظم تربیت اور نائب مہتمم مقامی ۱۹۹۰ء تک خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۲ء معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان رہے اور ۱۹۹۲ء۔ ۱۹۹۳ء میں مہتمم تربیت مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۳ء کے بعد سے اب تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان آپ کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد 46-45 شمارہ 12-1

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ **خالد** ربوہ

اخاء۔ نبوت 1376 ہش

اکتوبر ۔ نومبر 1997ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

فہرست مضامین

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ

قیمت ۔/6 روپے ★ سالانہ ۔/60 روپے

مینجر: مبارک احمد خالد

پبلشر: مبارک احمد خالد ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ

اداریہ

وقت کبھی کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ اب دیکھیں خدام الاحمدیہ کا سال ۳۱۔ اکتوبر کو ختم بھی ہو گیا اور یکم نومبر سے نیا سال شروع ہو گیا۔ اب اس نئے سال کے آغاز پر ہمیں ایک نئے عزم اور ایک نئے حوصلے کے ساتھ از سر نو اپنے کاموں کا، اپنی کارگذاری کا جائزہ لینا ہوگا۔ اپنے سارے شعبوں کو دیکھنا ہوگا کہ کس کس شعبہ میں کیا کیا کمی رہ گئی ہے اور اس کو کیسے پورا کیا جا سکتا ہے۔ خدمت خلق کے شعبہ میں دُکھی مخلوق اور انسانیت کی کیا خدمت کی ہے۔ وقارِ عمل کے تحت کیا کام ہوا اور وقار عمل کی جو روح ہے اس کو خدام میں کہاں تک زندہ رکھا۔ شعبہ مال کے تحت خدام میں مالی قربانیوں کے جذبے کو کہاں تک قائم رکھا اور پھر ان تمام شعبوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ان تمام شعبوں کے روح رواں اور مرکزی اہمیت کے حامل دو شعبے اور ہیں اور وہ ہیں "دعوت الی اللہ" اور "تربیت"۔

شعبوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اپنی تمام تر توجہ اور اپنی ساری استعدادوں کو وقف کر دیں ان دو شعبوں کیلئے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ پس یہ محاورہ، صرف محاورہ نہ رہے بلکہ اپنی کوششوں سے اس محاورے کو سچ ثابت کر دکھائیں اور تربیت کے نظام کو فعال بنائیں۔ خدام و اطفال کی نمازوں، ان کی اخلاقی حالت اور دیگر دینی اقدار ان کے اندر پیدا کریں اور دعوت الی اللہ کے تحت اپنے دل میں ایک آگ لگا دیں۔ اس دُکھی اور معصوم و

مظلوم انسانیت کو دکھوں کے جنگل سے بچائیں۔ درندوں سے بچا کر اس "عافیت کے حصار" میں داخل کریں۔ اور اس بھولی بھٹکی روحوں کو دین حق کی طرف بلانے میں وہ جوت اپنے سینے میں جگائیں کہ جو کبھی بجھنے نہ پائے۔ اپنے آقا و مولی، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اقتداء میں ان کے اُسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ جیسا غم اپنے دل میں پیدا کریں کہ جو انسانیت کے لئے اپنے آپ کو ہلکان کئے جا رہا تھا۔ اپنی ساری کاوشیں اور ساری جدوجہد اس مقصد کیلئے صرف کر دیں۔

یہ اتنے سارے کام ہیں جو آپ کو کرنے ہیں۔ بڑے بڑے کام ہیں۔ لیکن خوش نصیبی ہے کہ یہ سعادت آپ کے ذمہ ہے اور آپ کو یہ توفیق و سعادت مل رہی ہے کہ آپ یہ کام کریں گے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

پس اپنے آپ کو ان کاموں کے اہل ثابت کریں۔ اپنے پیارے امام کی طرف دیکھیں۔ اس کے خطبات سنیں۔ اس کی نصائح کو سنیں اور پھر اپنی کوششوں کا جائزہ لیں۔ اپنی کاوشوں کا رخ اس کی اقتداء میں موڑیں اور اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اس کے قدم بقدم۔ شانہ بشانہ چلیں۔ خدا کا یہ بندہ اس کا پیارا۔ توحید کا علم لئے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اٹھو اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان، مال اور وقت کو اس راہ میں نچھاور کرتے ہوئے اس کا ساتھ دو کہ یہ وقت پھر نہیں آئے گا۔ اور یہ سعادت پھر نصیب نہیں ہوگی۔

اٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جا رہا ہے
پسرِ مسیح دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہ دور لیکن
وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے
تم کو بلا رہا ہے۔ خدام احمدیت

☆

شمع قرآن

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ○

غیر اللہ کی محبّت کی آگ

جو انسانی دِل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے
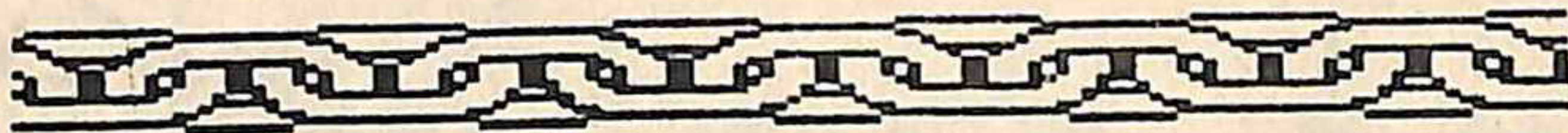
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

''میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا اور اکثروں کے حالات پڑھے ہیں جو دنیا میں مال و دولت اور دنیا کی جھوٹی لذتیں اور ہر ایک قسم کی نعمتیں اولاد احفاد رکھتے تھے جب مرنے لگے اور ان کو اس دنیا کے چھوڑ جانے اور ساتھ ہی ان اشیاء سے الگ ہونے اور دوسرے عالم میں جانے کا علم ہوا تو ان پر حسرتوں اور بے جا آرزوؤں کی آگ بھڑکی اور سرد آہیں مارنے لگے۔ پس یہ بھی ایک قسم کا جہنم ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں دے سکتا بلکہ اس کو گھبراہٹ اور بیقراری کے عالم میں ڈال دیتا ہے۔ اس لئے یہ امر بھی میرے دوستوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنا چاہیئے کہ اکثر اوقات انسان اہل و عیال اور اموال کی محبت میں ناجائز اور بے جا محبت میں ایسا محو ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات اسی محبت کے جوش اور نشہ میں ایسے ناجائز کام کر گزرتا ہے جو اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا کر دیتے ہیں اور اس کے لئے ایک دوزخ تیار کر دیتے ہیں۔ اس کو اس بات کا علم نہیں ہوتا جب وہ ان سب سے یکایک علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اس گھڑی کی اسے خبر نہیں ہوتی تب وہ ایک سخت بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ کسی چیز سے جب محبت ہو تو اس سے جدائی اور علیحدگی پر ایک رنج اور دردناک غم پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اب منقولی ہی نہیں بلکہ معقولی رنگ رکھتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ

پس یہ وہی غیر اللہ کی محبت کی آگ ہے جو انسانی دل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور ایک حیرت

[illegible]

حدیث النبیؐ

سات خوش نصیب انسان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَ رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَاتُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَ رَجُلٌ ذَکَرَاللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ.

(مسلم کتاب الزکوٰة باب اِخْفَاءُ الصَّدَقَةِ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل، دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی پر وہ متحد ہوئے اور اسی کی خاطر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ پانچویں وہ پاک مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کے لئے بلایا لیکن اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا۔ ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

خود زمانے نے مجھے بلایا ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اے بندگانِ خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساکِ باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئیں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے یعنی خدا کی وحی۔ وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔ میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔

نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۴۸۵-۴۸۶)

مشعلِ راہ

احمدی خادم کے اوصاف

حضرت مصلح موعود بانیٔ مجلس خدام الاحمدیہ، خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اسی طرح وہ خدمت خلق کے کام کریں اور خدمت خلق کے کام میں یہ ضروری نہیں کہ مسلمان غریبوں اور مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جائے بلکہ اگر ایک ہندو یا سکھ یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کے دکھ کو دور کرنے میں حصہ لو۔ کھیلیں، جلسے ہوں تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرو...... مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنی زندگی کو کارآمد بنائیں گے اور سلسلہ کے درد کو اپنا درد سمجھیں گے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو وہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھوں گا کہ احمدیت کا ستون میں ہوں اور اگر میں ذرہ بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ احمدیت پر زد آگئی...... اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے اور اسلام اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی طاقت ملے گی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی اخلاق کے کتنے بلند ہوتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء بحوالہ الفضل ۱۰-اپریل ۱۹۳۸ء)

خدّام الاحمدیّہ کا مقصد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک پیغام

(مطبوعہ "خالد" جنوری ۱۹۵۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"جب خدمت کا وقت آئے تو چاہیئے کہ سب سے پہلے آگے بڑھنے والے تمہی ہو........ خدا ہمارے ملک کو عذابوں سے بچائے لیکن اگر کبھی کوئی وقت آئے تو خدمت کے لئے سب سے پہلے آگے آؤ اور اس طور پر خدمت بجالاؤ کہ سب کے دل گواہی دیں کہ تم ہی وہ ستون ہو کہ جن پر قوم و ملت کی عمارت قائم ہے۔ دکھ اور مصیبت کے وقت میں اس طرح کام آنے سے لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت گھر کرلے گی اور وہ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ پس خدمت کرو اور کرتے چلے جاؤ۔ تم خدام الاحمدیہ ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم احمدیوں کے خادم ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ تم احمدی خادم ہو۔ "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ" کے تحت تم یقیناً عزت پاؤ گے اور ہر شخص تمہیں قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اپنے اس مقام کو یاد رکھو اور مخلوق خدا کی خدمت میں ہر آن کوشاں رہو۔ تمہارے ذریعہ سے ہر امیر اور ہر غریب آرام پائے اور فائدہ اٹھائے۔ امیر بھی اللہ کے بندے ہیں اور غریب بھی اسی کی مخلوق ہیں۔ مشکلات اور مصائب امیروں کو بھی آسکتے ہیں اور غریب بھی ان سے دوچار ہوتے ہیں۔ جہاں تک خدمت کا تعلق ہے احمدیت امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ بالشویک اور کمیونسٹ وغیرہ صرف غریبوں کی مدد کا دم بھرتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی لوگ ایسے ہوں گے جو صرف غریبوں کے مصائب کو مصائب سمجھیں گے اور امیروں کا دکھ انہیں نظر نہ آئے گا لیکن خدمت کرتے وقت تم ۔ نے کوئی تفریق نہیں کرنی۔ تم خدمت کو

اپنا مطمح نظر بناؤ اور بے لوث طریق پر خدمت کرتے چلے جاؤ اور اس رنگ اور اس طریق پر خدمت کا فریضہ بجالاؤ کہ ہر شخص یہ سمجھے کہ قوم کی نجات تمہارے ساتھ وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سچے طور پر تمہیں خدام احمدیہ بننے کی توفیق دے۔ خدام الاحمدیہ کا مقصد ہی ہے کہ احمدیوں میں سے خدمت کرنے والا گروہ۔ اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم صرف احمدیوں کی خدمت کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ احمدیوں کے معیار اور اسٹینڈرڈ کی خدمت کرو...... جب تم اس جذبے کے ساتھ خدمت خلق کے کام کو جاری رکھو گے تو تمہارا وجود ملک کے لئے ضروری وجود بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے افضال تم پر نازل ہوں گے اور اس کی جناب سے تم عزت دیئے جاؤ گے۔ پس صحیح معنوں میں خدا پر توکل کرو۔ دعاؤں پر زور دو اور احمدی معیار کے مطابق خدمت بجالانے کو اپنا شعار بناؤ"۔ (بحوالہ ماہنامہ "خالد"۔ جنوری ۱۹۵۶ء)

مجالس اطفال الاحمدیہ
مورخہ 14 تا 20 نومبر 1997ء ہفتہ عمومی منائیں

1۔ اس ہفتہ میں سال 1997-1996ء کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور نئے سال 98-97ء کی سکیم تیار کریں تا کہ سارا سال کام کرنے میں سہولت رہے۔ اپنی عاملہ تجویز کر کے قائد صاحب مجلس سے منظوری حاصل کریں۔ اور دعاؤں کے ساتھ نئے سال کا آغاز کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کیلئے لکھیں۔

2۔ ہر شعبہ کے سیکرٹری سے پورے سال کی سکیم حاصل کریں اور پھر گاہے گاہے ان سے استفسار کرتے رہیں۔

3۔ سال 98-97ء کی تجنید اور بجٹ اگر مرکز میں نہیں بھجوایا تو اس کو جلد بھجوائیں۔

4۔ ہر مہینے عمومی کے تحت اجلاس عام اور اجلاس عاملہ ضرور کروائیں۔

5۔ اس ہفتہ میں ایک جلسہ یوم والدین منعقد کریں جس میں کسی بزرگ یا ذی علم دوست سے تقریر کروائیں۔ زیادہ سے زیادہ والدین بھی اس میں شامل ہوں۔ اس ہفتہ کی رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

(سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عباداتِ الٰہیہ

(مکرم سلیم الدین صاحب مربی سلسلہ)

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی زبان کی یہ خصوصیت یاد رکھنے کے لائق ہے اور یہ اس کے ام الالسنہ ہونے کیلئے ایک زبردست دلیل ہے کہ جو لغت کسی چیز کیلئے وضع کی گئی ہے اس چیز یا اس امر کی حقیقت بھی اسی لغت میں بیان کی ہوئی ہوتی ہے۔ لفظ عبادت کا ماضی عبد ہے۔ اور اس کے مندرجہ ذیل معنی ہیں۔

طَاعَ لَہٗ وَ خَضَعَ وَذَلَّ وَخَدَمَہٗ وَالْتَزَمَ شَرَائِعَ دِیْنِہٖ وَوَحدہ (اقرب الموارد)

یعنی اس کی اطاعت کی اس کے حکم کے آگے سر کو جھکایا اور اس کی خدمت کی اور اس کے دین کے احکام پر مستقل طور پر عمل کرنے لگا اور اس کی توحید کا اقرار کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی تصنیف "ایام الصلح" میں عبادت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ وَ طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس راہ کو طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ کہتے ہیں۔ پس آنحضرت ؐ اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ان میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گزر کیلئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 395)

عبادت اور خدا سے محبت کا جوش اللہ تعالیٰ نے انسانی قلوب میں خود اپنے ہاتھ سے رکھا ہے۔ اگر عبادات کا طریق درست ہو اور محرکات میں سے بہترین محرک کار فرما ہو تو تب ہی کوئی شخص مسابقت کے اس میدان میں اول آسکتا ہے اور ہمیں آج یہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ فخر الاولین والاخرین سید دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے محبت کے اس میدان میں سب سے اول رہے۔ اول ہیں اور اول رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

صوفیا نے دنیا سے قطع تعلق کرنے اور خدا کیطرف بڑھنے کا نام صعود رکھا ہے اور اب جس نسبت سے محرکات صعود قوی ہونگے اسی نسبت سے بلندی کا برتر مقام اسے حاصل ہو گا۔ یہانتک کہ وہ قرب کی آخری منزل تک جا پہنچے گا۔ ترک دنیا اور فقر خود اختیاری کے موجبات میں سے ایک امنگ کا کم ہونا ہو سکتا ہے دوسرا نعمائے دنیا سے بیزاری ہو سکتا ہے عدم ضرورت بھی طبیعت میں قناعت پیدا کر دیتی ہے۔ بالبداہت یہ موجبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں کار فرما نہ تھے۔ ایک اور موجب کسی کی محبت ہے۔ محبت انسان کو ہر نعمت سے بے نیاز کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ محبت اگر کسی ایسے وجود سے ہو جو سب حسینوں کا حسین اور بادشاہوں کا بادشاہ اور کبھی غروب نہ ہونے والا ہو تو پھر دنیا کی کوئی نعمت بھی اس کے عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتی۔

آنحضور ﷺ ابھی بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک سے دنیا کی ملونی دھو کر اس میں صرف اور صرف اپنی محبت بھر دی تھی۔ پس آپ کی سیر چشمی، طہارت نفس، دنیا سے بے نیازی سارے جہان سے پیار صرف اور صرف ایک ہی وجہ سے تھا کہ آپ نے کسی حسین ترین دلبر کسی جان جہاں کسی نور الانوار کے چہرے کو دیکھ لیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ اغیار نے بھی بے اختیار ہو کر کہا کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ اور اس دور میں ڈاکٹر اسپر نگر جیسا عیسائی بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ

"جس کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا اور جس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرض رعد و آواز آب و طیور کے نغمہ حمد الٰہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے آثار دکھائی دیتے تھے۔" (لائف آف محمد صفحہ 89 الہ آباد)

ایک دن بھی بتوں کیطرف توجہ نہ دینا' ان سے ہر قسم کی بیزاری کا اعلان کرنا اور توحید خالص کا قائل رہنا یہ ماحول کا نتیجہ ہرگز نہ ہو سکتا تھا کیونکہ آپ جس ماحول میں رہ رہے تھے وہ بتوں اور بت پرستوں کی آماجگاہ تھا۔ ہر غیر متعصب انسان اس امر کا اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ آپ میں یہ چیز ماحول کا نتیجہ نہ تھی بلکہ کسی دلبرو دلستان کی چہرہ نمائی نے یہ حالت کر رکھی تھی۔ ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کا محرک شروع سے ہی عشق الٰہی تھا۔

نزول وحی سے پہلے حضور کے متعلق ثابت ہے کہ آپ ایک لمبا عرصہ گھر سے سات سات دن کا زاد لیکر مکہ مکرمہ سے دور ایک غار میں تشریف لے جاتے اور تنہا وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ خدائے واحد و یگانہ کے حضور اپنے دل کی ساری کیفیات بیان فرماتے۔ اپنے ماحول میں شرک کی ناپاکی کو دیکھ کر مخلوق خدا کیلئے دل میں جو تڑپ پیدا ہوتی تھی اسے خدا کے حضور پیش فرماتے۔ آپ کی اس قلبی کیفیت کو آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

روح او در گفتن قول بلیٰ اول کسے
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

یعنی آپ کی روح قولِ بَلیٰ کہنے میں سب سے اول تھی آپ توحید کے آدم تھے اور آدم سے بھی پہلے یار سے آپ کا پیوند تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ درد اور اندوہ و غم کس درجہ کا تھا جو آپ کو حزین و دلفگار بنا کر اس غار میں لے جاتا تھا۔ حضور کو نہ تاریکی سے وحشت ہوتی نہ تنہائی سے کوئی ہراس ہوتا خلق خدا کیلئے اس غار میں خدا کے حضور پر درد نعرے مارتے۔ دن رات آپ کا کام خدا کے حضور تضرع ہو گیا۔ اس عجز اور دعا سے آسمان پر ایک شور پڑ گیا اور خود فرشتوں کی آنکھیں محمد ﷺ کے غم سے اشکبار ہو گئیں۔ آخر حضور کے اس عجز اور مناجات اور تضرع کے طفیل خدا کی نگاہ لطف اس عالم تاریک و تار پر پڑی۔ خدا کو ملنے کے لئے بے انتہا تڑپ اور مخلوق خدا کی ہمدردی کیلئے بے انتہا بے قراری یہ دو شدید جذبات تھے جو حضور کو اس غار کی تنہائیوں میں لے جاتے۔ خدا تعالیٰ سے ملنے کی اس بے انتہا تڑپ کو خدا تعالیٰ نے خود اس طرح بیان فرمایا وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ یعنی شوق ملاقات نے تجھ پر ایک شدید بے خودی کی کیفیت طاری کر دی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر ہم نے تجھے اپنی طرف بلا لیا۔ ان پر درد دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے مقبول دعا کرنے کی راہ بتلائی۔ یعنی حضور پر نماز اور اس کے احکام نازل فرمائے تا کہ ان پر عمل کر کے سالک اپنے محبوب کو پا کر اس کے نقوش اپنا لے۔ عبادت میں بنیادی اور اولین عبادت نماز ہے اور یہ مومن کا معراج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہ جاوے اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اس کی کل حرکات اور سکنات اس کا فعل اور ترک فعل سب ہی اللہ کی مرضی کے مطابق ہو جاوے۔ خودی دور ہو جاوے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 590)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی مال اور اولاد کی بجائے آپؐ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔ آپؐ کی نماز میں جو سوز و درد ہوتا اس کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے۔

عن عبدالله بن الشخير عن ابيه قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ هُوَ يُصَلِّيْ وَ لِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ۔
(شمائل الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریمؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آوازیں آ رہی تھیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ کی باری میرے ہاں تھی۔ ایک تاریک رات میں حضورؐ نصف شب کے قریب اٹھے۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دیکھوں کہ حضورؐ کہاں جاتے ہیں۔ حضورؐ اٹھے اور سیدھے قبرستان میں تشریف لے گئے اور نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔ قیام اور رکوع کے بعد آپؐ سجدے میں گر گئے۔ اس

وقت آپؐ کا سینہ ہنڈیا کی طرح ابل رہا تھا اور آپؐ یہی فرماتے جاتے تھے اَللّٰھُمَّ سَجَدَتُ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ۔ اَللّٰھُمَّ سَجَدَتُ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ۔ اشکوں کا سیلاب تھا جو آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔

آپؐ کا دل تو ازل سے پاک تھا۔ ان آنسوؤں نے اس وقت کے سارے عرب کو پاک کر دیا اور وہ عرب جو وقت مقرر کر کے شراب پیا کرتے تھے وہ اب توحید خالص کے داعی محمد مصطفیٰ ﷺ کے تتبع میں وقت مقرر کر کے غم سے بھری ہوئی راتوں میں خدا کے حضور حاضر ہو کر اس سے محبت کی بھیک مانگتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

تَرَکُوا الْغَبُوْقَ وَ بَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِہٖ
ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَیْلَۃِ الْاَحْزَانِ

23 سال تک دن اور رات کا ایک ایک لمحہ حضورؐ کا نمازوں اور دعاؤں میں گزرا۔ ایک رات حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ سجدہ میں پڑ گئے۔ اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے شبہ ہوا کہ کہیں حضور نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد نہ کر دی ہو۔ میں بے چینی سے اٹھی پاؤں کو ہاتھ لگایا اور دیکھا کہ حضورؐ فرما رہے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

حضورؐ اپنی راتیں اس طرح پاؤں پر کھڑے حالت قیام میں گزار دیتے کہ پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتیں۔ آنحضور ﷺ کے شوق عبادت کا اندازہ تو اس وقت ہوتا ہے کہ ہر طرف سے تیر پڑ رہے ہیں نفسا نفسی کا عالم ہے خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ تیغ و خنجر کی چمک سے آنکھیں چندھیا رہی ہیں۔ اس وقت بھی نہایت اطمینان قلب اور خشوع و خضوع سے یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں احکام بھی دے رہے ہیں، اور خدا کا ذکر بھی زبان سے جاری ہے۔ ایک طرف سپاہیوں کے ساتھ دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ دوسری طرف سالار اعظم کی جبین نیاز زمین بوس ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کے مقابل پر عبادت کرنے والوں کو ھلاک ہونے دے۔ یہی وہ مرکزی نقطہ تھا جس کو آنحضور ﷺ نے بدر کے دن دعا کے لئے اختیار کیا جب ایسی نازک حالت تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ چند لمحوں کے اندر دشمنوں کی قوی فوج چند بیچارے نہتے اور کمزور مسلمانوں کو تہہ تیغ کر کے رکھ دے گی۔ اس وقت بظاہر یہی نظر آ رہا تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ کے عرفان نے آپ کو یہ گر سکھایا کہ آج سب سے مقبول دعا وہ ہوگی جس میں عبادت کا حوالہ دیا جائے گا۔ اس دن آپ نے خدا کے حضور روتے ہوئے یہ عرض کیا کہ اے خدا اگر آج تو نے اس کمزور سی جماعت کو ہلاک ہونے دیا تو پھر قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائیگی۔ کیونکہ عبادت کرنے والے میں نے تیار کیئے تھے اور میں نے عبادت کے گر تجھ سے سیکھے تھے۔ کبھی کسی عبادت کرنے والے نے تیری ایسی عبادت نہیں کی تھی جیسی محبت اور پیار اور عشق کے ساتھ میں نے کی۔ یہ لوگ میرے پروردہ ہیں۔ انہیں عبادت کے راز میں نے سکھائے ہیں اے خدا اگر آج تو انہیں مٹنے دے گا تو کون ہے پھر جو تیری عبادت کرے گا۔ اس میں دھمکی نہیں تھی (نعوذ باللہ) اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ

بھی عشق کا اظہار تھا کہ میرا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ دنیا تیری عبادت سے خالی ہو جائے میری اتنی محنت ہے میں نے اس رستہ میں اپنا خون بہایا تیری راہ میں تکلیفیں اٹھائیں کیوں؟ اس لئے کہ عبادت کرنے والے پیدا ہوں۔

خدا نے اس دعا کو کس طرح سنا۔ ان چند لوگوں کو یہ قوت عطا فرمائی کہ انہوں نے سارے مکہ کے جگر کاٹ کر پھینک دئے۔ اسلام کی فتح کی داغ بیل بدر کے دن ڈال دی گئی بہت ہی عظیم الشان دن تھا لیکن عبادت کے زور پر جیتا گیا۔ حضرت اقدس محمدؐ کی یہی وہ عارفانہ دعا تھی جس نے اس دن کی کایا پلٹ دی"۔

جنگ احزاب کے دوران ایک دن حملہ اتنا شدید ہو گیا کہ مسلمانوں کی بعض نمازیں وقت پر ادا نہ ہو سکیں جس کا آنحضورؐ کو اتنا غم ہوا کہ آپ نے فرمایا مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا سخت سے سخت بیماری کی حالت میں بھی یاد خداوندی آپ کے ذہن سے محو نہیں ہوئی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بیماری کی حالت میں پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے پانی رکھو ہم نے پانی رکھا آپ نے وضو کیا پھر چلنا چاہا تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میرے لئے پانی رکھو۔ پانی رکھا گیا آپ نے وضو کیا پھر چلنے لگے تو بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے پانی رکھو ہم نے پانی رکھا آپ نے وضوء کیا پھر اٹھنا چاہا تو بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہلوا دیا۔

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نماز کے لئے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ حضورؐ کے پاؤں اور پنڈلیاں متورم ہو جاتیں۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضورؐ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا۔ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا کہ کیا میں اپنے مولا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا کے مطابق حضورؐ نماز تہجد کو نفس پر قابو پانے، عظیم الشان عزم پیدا کرنے اور خدا کے وصال کا بہت بڑا ذریعہ بیان کرتے اور خود بھی آپ کی نماز تہجد بعض اوقات اتنی لمبی ہوتی کہ نوجوان بھی آپ کے ساتھ کھڑے نہ ہو سکتے۔

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہؐ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے اتنی دیر قیام کیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی کریمؐ کو اکیلے کھڑا رہنے دوں۔

پس وہ دل جو تریسٹھ سال دھڑکتا رہا بس ایک ہی یاد تھی جس کے لئے یہ دل دھڑکتا تھا۔ ہر وقت آپ کا دل یاد خداوندی سے معمور رہتا۔ وہ نوافل جو انسان کو خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں اگر عام مومن کے لئے بھی یہ اس درجہ تقرب بخش ہیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے قرب کا کیا مقام ہو گا۔ اس

کا اندازہ کرنا محال ہے دراصل خدا تعالیٰ کی طرف صعود کی ہر منزل کے چڑھنے کیلئے نماز اور دعا ہی کی تپش درکار ہے اس تپش کو اللہ تعالیٰ نے اس درجہ قبول کیا کہ فرمایا۔

انا اعطینٰک الکوثر آپ کی زبان ہروقت' ہر لمحہ ذکر خداوندی سے تروتازہ رہتی تھی آپ کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں جس میں آپ خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوئے ہوں ہر آن اپنے پیارے کو یاد کرتے رہے۔ سوتے تو تب اس کا نام لیکر اور اٹھتے تو بھی اسی کو یاد کرتے۔ کسی مکان کے اندر داخل ہوتے تو دعا فرماتے باہر نکلتے تو یاد خداوندی کے ساتھ۔ مسجد میں جاتے ہی ذکر الٰہی کیلئے ہیں۔ لیکن آپ مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے اور باہر نکلتے ہوئے بھی۔ کھانا کھاتے تو دعا کرتے۔ حوائج ضروریہ کیلئے تشریف لے جاتے تو بھی دعا کرتے۔ نیا کپڑا پہنتے تو بھی اس کی حمد کے ساتھ اور بستر استراحت پر بھی یاد الٰہی کے ساتھ ہی تشریف لے جاتے۔ مصائب و مشکلات میں بھی اسی کو پکارنے کیطرف توجہ دلائی۔ اور آئینہ دل کی صفائی کے لئے استغفار کا پانی تجویز فرمایا۔

ان سارے اذکار اور دعاؤں کے علاوہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا اور اس کے خاتمے پر الحمد للہ کا پڑھنا ہر تعجب انگیز اور بڑے کام پر سبحان اللہ کہنا۔ ہر مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا۔ مکروہ بات پر لَاحَوْلَ کہنا اور گناہوں کی تحریک پر استغفراللہ کہنا اور شیطانی روکوں سے بچنے کیلئے اعوذ پڑھنے کا سبق دیا۔ غرض آپ کا کوئی وقت ایسا نہ گزرتا جب آپ دعا نہ فرماتے۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ کہ آپ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے رہتے تھے۔ احباب غور فرمائیں کہ حضور کی نمازوں اور سارے ذکر و فکر میں ایک چیز نمایاں تر اور سرفہرست نظر آتی ہے اور وہ خدا سے محبت کی بناء پر تعلق ہے۔ بیم و رجا کی ایک کیفیت ہے جو قلوب میں خود خدا تعالیٰ کی ذات سے کسی چھوٹے مقصد کیلئے پیدا نہیں ہوئی۔ صرف اور صرف ایک ہی چیز اپنے مولیٰ سے طلب کی گئی ہے اور یہ اس کی محبت ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ کی نماز اور آپ کے اذکار ہی وہ براق تھا جو آپ کو دَنٰی فَتَدَلّٰی کے مقام پر لے اڑا اس براق کے پَر عشق کے پَر تھے یہ وہ مقام تھا جہاں جبرئیل کے بھی پر جلتے تھے۔ حضور ﷺ کی عبادات میں یہ امر قابل غور ہے کہ حضور ﷺ اپنی عبادت کیلئے راتوں کی تنہائیاں ڈھونڈتے اور بے قراری کو اس کمال تک پہنچاتے ہیں کہ اس کمال کیوجہ سے حضرت عائشہؓ نے آپ کی نماز کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ لَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ نماز حسین نہ بن سکتی تھی جب تک اس کا قیام و دوام اور اس کا خشوع و خضوع حسن کا ایک بے نظیر پیکر نہ بن جائے۔ حضور ﷺ نے ان کیفیات کو پیدا کرنے کے لئے کوئی خارجی اور مصنوعی محرک استعمال نہیں فرمایا اور نہ مومنوں کو اس کے استعمال کی اجازت بخشی۔ ہنود اور عیسائیوں کی عبادات میں نغمہ و سرود اور موسیقی کو استعمال کیا گیا ہے۔ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ کیفیت دل کے ساز اور روح کے نغمے چھیڑ کر پیدا کی ہے اس لئے اس نماز میں وہ طاقت وہ قوت تھی کہ خدا کے قرب کا اعلیٰ

ترین مقام حاصل کر گئی۔

یہ آپ کی عبادات اور عشق الٰہی کی آگ ہی تھی کہ جس نے عرب کی وحشی اور اجڈ قوم میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا کہ وہ جو حیوانوں سے بھی بدتر تھے ان کو حیوان سے انسان، انسان سے باخدا انسان اور باخدا انسان سے خدا نما انسان بنا دیا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔"

(برکات الدعاء روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود.... کی فضیلت

حضرت خلیفہ المسیح الثانی فرماتے ہیں:-

"احمدیت سمجھ آتے ہی حضرت مسیح موعود... کی کتب جو اردو میں ہیں پڑھنی شروع کر دو، اگر تم انہیں غور سے پڑھو تو تھوڑے دنوں میں ہی ایسے مبلغ بن جاؤ گے کہ بڑے بڑے عالم بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے...... وہ دن دور نہیں جب حضرت مسیح موعود... کا یہ الہام پورا ہو گا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"...... اور وہ حضرت مسیح موعود.... کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے لیکن وہ حضرت مسیح موعود.... کے کپڑوں سے اس وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم آپ کی کتابوں سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ۔ جب تم حضرت مسیح موعود... کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ایسے بادشاہ پیدا کر دے گا جو آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

تلاوت قرآن کریم

محمود مجیب اصغر صاحب

احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز پر ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو جو تربیتی پروگرام دیا ہے اس کا ایک حصہ تلاوت قرآن کریم ہے۔ آپ نے فرمایا

"ہم میں سے ہر ایک شخص نماز با ترجمہ جانتا ہو اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو اور دوسری چیز اس کے ساتھ ملانے والی یہ ضروری ہے کہ صبح تلاوت کی عادت ڈالیں" (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1989ء)

ملفوظات جلد اول صفحہ 234 میں لکھا ہے کہ بابو محمد افضل صاحب نے ہندوستان سے افریقہ کی طرف روانگی کے موقع پر حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ بعض غفلت کے مقامات سے وہ شکوک و شبہات و نفسانی ظلمتوں کا ایک دریا ہمراہ لائے تھے اور اب پھر انہیں مقامات کو جانا ہے اس لئے دعا کی جائے۔ حضرت اقدس نے ایسی مشکلات سے نکلنے کے لئے مندرجہ ذیل امور بطور علاج بتائے۔

"1۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہنا

2۔ سفر کے حالات قلمبند کرتے رہنا

3۔ اگر ممکن ہو تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو قرآن کریم سے انتہائی درجے کا عشق تھا اور آپ بڑی کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے اور اس پر غور و فکر کیا کرتے تھے۔ چھ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف پڑھا۔ آپ کتاب البریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا"۔

حضرت اقدس کی پہلی شادی پندرہ سولہ سال کی عمر میں ہوئی۔ عین عالم شباب میں بھی آپ کو سب سے زیادہ انہماک تلاوت قرآن شریف اور اس پر گہرا غور و خوض کرنے میں تھا۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں

"میں نے ایک دفعہ آپ کو قادیان سے بٹالہ تک بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیا اور بٹالہ پہنچنے تک جس بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش پانچ گھنٹے لگے ہوں گے آپ نے قرآن شریف کا ورق نہیں الٹا اور انہی سات آیتوں کے مطالعہ میں پانچ گھنٹے خرچ کر دئے۔

اس واقعہ میں اگرچہ حضرت اقدس کے سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس پر غور و خوض کرنے کی طرف اشارہ ہے لیکن یہی

"قرآن جواہرات کی تھیلی ہے"

کیفیت سارے قرآن کریم کے بارہ میں تھی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ "آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شائد دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو" (حیات النبی جلد اول صفحہ 58)

آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم کو آپ کے مستقبل کا بہت فکر رہتا تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ ملازمت کے لئے ایک دوست کے ہمراہ ریاست جموں بھجوادیا

جموں میں آپ جتنے دن رہے نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں وقت گزارا۔

چونکہ ریاستوں کی نوکریوں میں درباری اور خوشامد کا رنگ بہت غالب ہوتا ہے اور ان باتوں سے آپ کو سخت نفرت تھی اس لئے وہاں ملازمت کرنے کو دل نہ چاہا۔ آپ کے والد صاحب کو ان حالات کا پتہ لگا تو چند روز کے بعد ایک اور رشتہ دار کو بھیج کر بلوالیا۔ (حیات النبی جلد اول صفحہ 58)

اس کے کچھ عرصہ بعد 1864ء میں آپ کے والد صاحب نے آپ کو سیالکوٹ ملازم کروادیا اس وقت آپ کی عمر 19 سال کے قریب تھی۔ چار سال تک آپ سیالکوٹ رہے۔ اس زمانے کے بارہ میں شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم جو شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے استاد تھے بیان کرتے ہیں۔

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں معروف ہوتے تھے بیٹھ کر، کھڑے ہوکر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی"۔ (سیرت المہدی حصہ اول)

حضرت مسیح موعود کی ساری عمر قرآن کریم پڑھنے اور اس کی عظمتیں اور خوبیاں بیان کرتے ہوئے گزری اور قرآن کریم کی تلاوت کی اصل غرض بھی تو یہی ہے کہ اس کے حقائق اور معارف کا علم ہو۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدّ نظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کے اغراض پورے نہ ہوں گے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 429)

جن لوگوں نے آپ کو شناخت کیا اور جن میں سر فہرست حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین خلیفہ المسیح اول کی ذات

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے"

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں"

گرامی ہے جو قرآن کریم کے عشق میں مخمور رہنے والے وجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات پر برصغیر پاک و ہند کے پریس نے بکثرت تبصرے شائع کئے اور سبھی نے آپ کے قرآن شریف کے ساتھ دلی لگاؤ کا ذکر کیا۔ منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے لکھا "سب سے زیادہ شہرت و عزت اپنی جماعت میں آپ کو قرآن شریف کے حقائق و معارف کی تشریح کے باعث حاصل ہوئی جس میں علوم جدیدہ و تازہ تحقیقات فلسفہ پر نظر رکھتے تھے اور اسلام کو فطرت کے مطابق ثابت کرتے تھے"۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 560)

مولوی ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال (کلکتہ) نے لکھا "حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی قادیانی زہ علامہ دہر تھے جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے، پڑھانے میں گزری۔ ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآنی سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا"۔ (ایضاً)

آپ نے خود ایک بار فرمایا

"خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں اور طلب کروں تاکہ حشر کے درمیان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں سناؤں"۔ (تذکرۃ المہدی حصہ اول)

یہی کیفیت حضرت مصلح موعود خلیفہ المسیح الثانی کی تھی۔ آپ کے ذریعے کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوا۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر اور آپ کی بے شمار تصانیف اور خطبات اور تقاریر آپ کے عشق قرآن اور غیر معمولی محنت اور اس کے علوم کے حقائق و معارف پر اطلاع پانے کا زندہ ثبوت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی بہت بڑے عاشق قرآن تھے۔ تعلیم و خدمت و اشاعت قرآن کے لئے عظیم جدوجہد آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خلیفہ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا ہو کہ وہ سلسلہ حقہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں کیا وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے والے ہیں اور اس سے منہ پھیرنے والے نہیں بلکہ اس کی پوری پوری اطاعت کرنے والے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ یکم جولائی 1966ء)

آپ نے اپنے دور خلافت میں قرآن کریم کی تلاوت پر بھی بہت زور دیا قرآن کریم کی تلاوت کا طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا

"میں تلاوت قرآن کریم اس لئے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی جگہ کوئی بات آتی یا کوئی ایسا مضمون بیان ہوتا جس سے خدا تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی بڑائی اور اس کی رفعت ثابت ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی حمد میں لگ جاتے اور اس کے قہر کا بیان ہوتا تو آپ استغفار میں لگ جاتے دراصل قرآن کریم کی تلاوت ہونا چاہیئے"۔ (الفضل 24 اکتوبر 1970ء)

"قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو"

"کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی"

قرآن کریم کی تلاوت اور اس ۔کے اتباع سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود۔۔۔فرماتے ہیں۔

"لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہوجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الہی کے اور کچھ نہیں دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا تعالیٰ کے معاملات جن سے خارق عادت ہیں انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے جب وہ اسے پکارتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ انہیں سے پیار کرتا ہے۔ وہ ان کے درو دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کے ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر ایک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے"۔ (سرمہ چشم آریہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کی تلاوت کرنے اور اس کے معارف سے آگاہی کی توفیق بخشے اور قرآن کی برکتوں سے ہمیں بہرہ ور کرے۔ آمین

بنیادی معیار بین المجالس مقابلہ خلافت جوبلی علم انعامی

1:۔ نومبر تا اکتوبر بارہ ماہ کی رپورٹس مرکز میں موصول ہوئی ہوں اور ان میں سے کم از کم گیارہ بروقت ہوں۔

2:۔ سال نو کی فہرست تجنید بروقت (31 اگست تک) آگئی ہو۔

3:۔ سال نو کا بجٹ بروقت تشخیص کرکے 31 اگست تک بھجوایا ہو اور سال رواں کی وصولی 15 اکتوبر تک سو فی صد ہو۔

4:۔ سالانہ مرکزی اجتماع میں نمائندگی ہو۔

5:۔ سالانہ مرکزی تربیتی کلاس میں نمائندگی ہو۔

6:۔ (الف) نماز باجماعت کے عادی خدام کی اوسط تعداد مجلس کے خدام کی کم از کم پچاس فی صد ہو۔

(ب) مجلس کے کم از کم 50 فی صد خدام نماز باترجمہ جانتے ہوں۔

7:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات براہ راست سننے والے خدام کی اوسط تعداد مجلس کے کل خدام کی کم از کم 50 فی صد ہو۔

8:۔ کم از کم 10 ماہ مطالعہ کتب کی رپورٹ آئی ہو اور ہر ماہ اوسطاً 25 فی صد خدام نے مطالعہ کیا ہو۔

9:۔ اصلاح و ارشاد کا ٹارگٹ کم از کم 50 فی صد حاصل کرلیا ہو۔

10:۔ مجلس کے کم از کم پچاس فی صد خدام رسالہ خالد کے خریدار ہوں۔

ارکانِ نماز کی حکمت

(مکرم عطاء المجیب صاحب راشد)

پچھلے دنوں لندن میں منعقد ہونے والی ایک مجلس علم و عرفان میں ایک دوست نے سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ نماز میں قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ جو ارکان نماز مقرر ہیں ان کی حکمت اور افادیت کیا ہے؟ حضور انور نے مختصر جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود... نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اسے جماعتی اخبارات میں شائع کروانا چاہیئے۔ حضور انور کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں ایک ابتدائی کوشش کے طور پر ملفوظات حضرت مسیح پاک سے چند حوالہ جات شائع کئے جا رہے ہیں جو ارکان نماز کی حکمت اور افادیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ اعلیٰ مضامین سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار

عطاء المجیب راشد

امام بیت الفضل لندن

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ارکان نماز کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔

ارکان نماز دراصل آداب خدمتگاران ہیں

ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل کو کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی

طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے بار گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 164۔165)

"یاد رکھو صلوۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے۔ نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے۔ اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو ادھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے۔ اور اُدھر زبان سے حمد و ثناء بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمدللہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمدللہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔

پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے۔ پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا۔ پھر تیسرا قول ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔ اعلیٰ افعل تفضیل ہے۔ یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرنا ہے۔ اس اقرار کے مناسب حال ہئیت فی الفور اختیار کرلی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس نے بھی کہا اور وہ بھی شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اور ہے اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا

ہے۔ جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علوشان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھنے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہولے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ یقیمون الصلوٰۃ کے معنی یہی ہیں"۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 433۔435)

"چاہیئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جاویں گے"۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 368)

ارکانِ نماز کا روح پر اثر پڑتا ہے

پھر فرمایا:-

"روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آ ہی جائے گا اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے، ہنسی آ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا۔ اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جس قدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آ کر اس کے پاؤں پر سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دوران خون بھی قلب کا ایک کام ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ قلب آبپاشی جسم کے لئے ایک انجن ہے۔ اس کے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے۔

غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہو جاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب روح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہیئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو۔ اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 421۔422)

ارکانِ نماز میں انسانی تضرّع کا نقشہ

پھر فرمایا:-

"اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے قیام، رکوع اور سجود کے متعلق، اس میں انسانی تضرع کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے۔ جب اس پر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلید اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھ کر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ کہ جب کوئی دکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے۔

بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب ان کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ وکیل، طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ مومن وہ ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے"۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 113)

خدام الاحمدیہ کا قیام اور ہماری ذمہ داریاں

(طارق محمود صاحب ناصر۔ دارالصدر شمالی ربوہ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

مندرجہ بالا الفاظ ہیں بانی مجلس خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے۔ حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد کو کبھی بھی فراموش نہ کریں اور ہمیشہ اس بنیادی فرمان کو مدنظر رکھیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل 1938ء بمقام بیت اقصیٰ قادیان میں خدام الاحمدیہ کے متعلق فرمایا:۔

"میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان اصولوں کی حامل نہ ہوں اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا"۔

خدام الاحمدیہ کا قیام

۱۹۳۸ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ رفقاء جو ستاروں کی مانند تھے ایک ایک کر کے اس عالم فانی سے رخصت ہو رہے تھے اور دوسری طرف جماعت کی مخالفت میں بے شمار تحریکیں پوری قوت و طاقت کے ساتھ سر اٹھا رہی تھیں اور قادیان میں جماعت کے نظام خلافت پر حملہ کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ اس وقت سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی..... نے ان خطرناک اور خوفناک ایام کو اپنی روحانی فراست سے بھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت غلبہ دین حق کے لئے جن عظیم الشان تحریکات کی بنیاد رکھی ان میں ۱۹۳۸ء کے آغاز میں نہایت اہم اور بنیادی تحریک مجلس خدام الاحمدیہ ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ نوجوانوں کی روحانی تنظیم ہے۔ اس تنظیم میں پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کے ہر مبائع کا شامل ہونا لازمی ہے۔ اس تنظیم کا رکن "خادم" کہلاتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر نگرانی سات سے پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں کی الگ تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ کے نام سے قائم ہے جس کے ہر رکن کو طفل کہتے ہیں۔ ان دونوں مجالس کے جملہ امور کے نگران اعلیٰ صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہیں جو دستور اساسی اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایات کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ بانی مجلس خدام

الاحمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (دشمن کے) ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہے اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے..... آج نوجوانوں کی ٹریننگ کا زمانہ ہے اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے"۔

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ نمبر ۴۴۵)

خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد

بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسل دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے"۔

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء صفحہ ۳)

خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء بمقام بیت اقصیٰ قادیان میں حضور نے فرمایا:۔

"..... میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کے اصول پر کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کریں۔ انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں۔ دینی علوم کے پڑھنے اور پڑھانے کی طرف توجہ کریں اور ان نوجوانوں کو اپنے اندر شامل کریں جو واقعہ میں کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں..... میں چاہتا ہوں کہ باہر کی جماعتیں بھی اپنی اپنی جگہ خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں۔ یہ ایسا ہی نام ہے جیسے لجنہ اماء اللہ۔ لجنہ اماء اللہ کے معنی ہیں اللہ کی لونڈیاں اور خدام الاحمدیہ سے مراد بھی یہی ہے کہ احمدیت کے خادم۔ یہ نام انہیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ وہ خادم ہیں مخدوم نہیں...."۔

اسی خطبہ میں حضور مزید فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح وہ خدمت خلق کے کام کریں اور خدمت خلق کے کام میں یہ ضروری نہیں کہ مسلمان غریبوں اور مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جائے بلکہ اگر ایک ہندو یا سکھ یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کے دکھ کو دور کرنے میں حصہ لو۔ کہیں جلسے ہوں تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرو..... مجلس خدام کے ارکان اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنی زندگی کو کار آمد بنائیں گے اور سلسلہ کے درد کو اپنا درد سمجھیں گے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو وہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھوں گا کہ احمدیت کا ستون میں ہوں اور اگر میں ذرا بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ احمدیت پر زد آگئی...... اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے (دین) کا چہرہ ہے اور (دین) اور محمد مصطفےٰ ﷺ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ اور تم بھی ہر وہ تیر جو (دین) کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو۔ بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے (دین) کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی طاقت ملے گی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی اخلاق کے کتنے بلند ہوتے ہیں"۔

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

۱۸ نومبر کو خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج قرار دیتے ہوئے یہ عظیم الشان پیش خبری عطا فرمائی:۔

"مجالس خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے کام کے اثرات صرف موجودہ زمانہ کے لوگوں تک ہی محدود نہیں رہیں گے بلکہ اگر وہ اسی خوش دلی اور اخلاص کے ساتھ کام جاری رکھیں گے تو آئندہ نسلوں تک ان کے نیک اثرات جائیں گے ان کا نام لے کر آئندہ آنے والی نسلوں کا دل خوشی سے بھر جائے گا اور وہ ان کی ترقی مدارج کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے۔

لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ جس کام کو شروع کریں اسے استقلال سے کرتے چلے جائیں۔ جو شخص بھی اس جدوجہد میں کھڑا ہو گا وہ گر جائے گا اور سلامت وہی رہے گا جو اپنے قدم کی تیزی میں کمی نہیں آنے دے گا۔ مجلس خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہوں گے اور اپنی

عملی جدوجہد سے ثابت کردیں گے کہ انہوں نے اپنے فرض کو سمجھا ہوا ہے"۔

(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۳۸ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"قوم کے نوجوانوں کے اندر بیداری اور ہوشیاری پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر جگہ مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی جائے اور اس میں ایسے نوجوان شامل کئے جائیں جو عملی رنگ میں اپنی ایسی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ان کا وجود دوسروں کے لئے نمونہ بن جائے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وہ دن آنے والا ہے جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے لیکن ان لوگوں کی اولادوں کو جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے دھتکار دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو لیکن کہنے والا انہیں کہے گا جاؤ تمہارے باپ دادوں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں رد کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس لئے تمہیں بھی اب اس مشورہ میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔

پس اس غفلت کو دور کرو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو کہ جو شخص سلسلہ کی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا ہے اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کونسل کی ممبری بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اور اسے سوحرج کرکے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الٰہی انعامات سے محروم ہو جائے گا"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۴)

باقی صفحہ ۵۸ پر

بنیادی معیار مقابلہ بین العلاقہ خدام

1:۔ قیادت علاقہ کی تمام ماہانہ رپورٹس آئی ہوں۔ جن میں سے کم از کم 11 بروقت ہوں۔

2:۔ علاقہ کے ہر ضلع کی کم از کم دس ماہ کی رپورٹس مرکز موصول ہو چکی ہوں۔

3:۔ قائد علاقہ یا علاقائی عاملہ نے علاقہ کے ہر ضلع کا سال میں کم از کم 3 مرتبہ دورہ کیا ہو۔

4:۔ علاقہ کے ہر ضلع میں ضلعی اجتماع منعقد ہو چکا ہو۔

5:۔ ہر ضلع کے بجٹ کی سو فی صد وصولی 31 اکتوبر تک ہو چکی ہو۔

6:۔ علاقہ کے ٹارگٹ میں سے کم از کم پچاس فی صد پھل حاصل ہو چکے ہوں۔

7:۔ مرکزی سپورٹس ریلی کی تمام کھیلوں میں علاقہ کی شمولیت ہو۔

استغفار کی برکات

انسانی زندگی میں اتار چڑھاؤ، خوشی غمی، تکلیف و آسائش کے دور آتے رہتے ہیں اور ہر موقعہ کی مناسبت سے انسان اپنے اس وقت کو گزارتا ہے۔ لیکن بعض لوگ کسی خوشی کے موقعہ پر اپنی خوشی کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ وہ شریعت کی تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور اسی طرح بعض لوگ دکھ اور تکلیف کے وقت اپنے غم کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ جسے خدا اور اس کے رسول نے پسند نہیں فرمایا۔

بعض انسان کسی غم کے پہنچنے سے اس قدر مایوس ہو جاتے ہیں کہ وہ خدا کی اس آواز یعنی خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو کو سننے کے باوجود اس کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں اور دعا کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں انسان میں بہت سی بشری کمزوریاں ہیں اور اس سے خطائیں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ ان خطاؤں سے قبل از وقت کس طرح انسان بچ سکتا ہے اور کسی خطا کے سرزد ہو جانے پر اس کے بدنتائج کے ظہور سے کس طرح بچ سکتا ہے اس کے لئے صرف دعا ہی ایسا واحد ذریعہ ہے جو اسے یہ تحفظ دے سکتی ہے اور اس کے لئے خاص طور پر استغفار کرنا ایسی دعا ہے جو سب سے زیادہ سودمند ہے کیونکہ استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے اور اس کے معنی ڈھانکنے حفاظت کرنے کے ہیں اور استغفار کے معنی ہیں حفاظت کے لئے دعا یا طلب حفاظت۔ گویا استغفار کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کو اپنی حفاظت میں لے لے اور اس کی بشریت کی کمزوریاں ظاہر نہ ہوں یا یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں اس طور پر آجائے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔

استغفار کے بے شمار فوائد ہیں اور یہ دعا بے شمار برکات اور رحمتوں کی نزول کا موجب ہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنی مجلس میں جلوہ افروز تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے استدعا کی کہ میرے گناہ بخشے جائیں۔ اور آئندہ خدا تعالیٰ مجھے گناہوں سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ ان بزرگ نے اسے کہا کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرو۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے آکر کہا کہ حضور ہمارے علاقے میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط آن پڑا ہے۔ کھیت ویران ہو گئے ہیں۔ جانور بھوکے مر رہے ہیں اور

وبائیں پھوٹ پڑی ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اس مصیبت کو ٹال دے۔ انہوں نے جواب دیا کہ دعا تو ہم کریں گے لیکن تم اپنی قوم سے جاکر کہو کہ وہ سب کثرت سے استغفار کریں۔

پھر تیسرا سائل آیا اور اس نے اپنا مدعا یہ بیان کیا کہ حضور میں نہایت تنگ دست ہوں مالی مشکلات نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے کوئی راستہ نظر نہیں آتا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات کا حل پیدا کرے۔ اس پر بزرگ نے جواباً کہا کہ دعا تو ہم کریں گے لیکن آپ کثرت سے استغفار کریں۔

اور پھر چوتھا حاجت مند آیا اور اس نے اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے پیارے میری شادی کو بہت عرصہ گزر چکا ہے لیکن ہر قسم کے دنیوی حیلوں کے باوجود اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ اسے بھی انہوں نے یہی کہا کہ تم کثرت سے استغفار کرو اللہ تمہاری حاجت پوری فرمائے گا جب یہ سائل چلے گئے تو کسی مرید نے عرض کی کہ حضور چار مریض آپ کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنا الگ الگ مرض بتایا لیکن آپ نے ان سب کو ایک ہی نسخہ بتایا اس میں کیا حکمت ہے۔ اس پر ان بزرگ نے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت کیں۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ○ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ○ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ○

(سورۃ نوح آیت: ۱۰ تا ۱۳)

ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے اپنی قوم کے لئے کی جانے والی دعا کا ذکر ہے۔ جسے قرآن نے محفوظ کیا۔

(ترجمہ:) اور میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ (اگر تم توبہ کرو گے تو) وہ برسنے والے بادل تمہاری طرف بھیجے گا اور مالوں اور اولاد سے تمہاری امداد کرے گا اور تمہارے لئے دریا چلائے گا۔

چنانچہ اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ استغفار کے نتیجے میں چار بڑے فوائد ہیں جو انسان کو ملتے ہیں۔

۱۔ بخشش ۲۔ رحمت کی بارش۔ ۳۔ مال۔ ۴۔ اولاد نرینہ

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بکثرت استغفار کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کے استغفار کے ہرگز وہ معنی نہیں جو ایک عام انسان کے لئے ہیں بلکہ آپ کے استغفار کے معنی یہ ہیں کہ آنحضور ﷺ کا اپنی امت کے لئے دعا کرنا کہ ان میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہو اور وہ صحیح راستہ پر قائم رہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ اللہ گواہ ہے میں دن میں ۷۰ مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الدعوات)

حضرت مسیح موعود اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت کو حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل

کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استقامت بھی کہتے ہیں۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اس طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں استغفار سے انسان ان جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنی ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں ان پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام اور بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۶۷-۶۸)

استغفار کرنے کا ایک بڑا فائدہ قبل از وقت ردبلا ہے۔ جو لوگ کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ فرمایا ماکان اللّٰہ معذبہم وھم یستغفرون یعنی اللہ کی شان نہیں کہ اس حالت میں ان پر عذاب نازل کرے جب کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ چنانچہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا سب سے بہترین نسخہ استغفار اور صدقات ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک استغفار کے نتیجہ میں انسان روحانی عوارض سے تو محفوظ ہوتا ہی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں جسمانی عوارض سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "اطباء بڑے بڑے پرہیزوں اور حفظ ماتقدم کے لئے احتیاط بتاتے ہیں اگرچہ سلسلہ اسباب کا اور ان کی رعایت درست ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ محدود العلم ضعیف انسان کہاں تک بچار بچار کر غذا اور پانی کا استعمال کیا کرے۔ میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد اول ۳۰۴-۳۰۵)

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود سے اپنے قرض کے واسطے دعا کی درخواست کی اس پر آپ نے فرمایا۔

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ نیز استغفار کلید ترقیات ہے"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۲۰۶)

اسی طرح ایک شخص نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ میں کیا وظیفہ پڑھوں اس پر آپ نے فرمایا۔

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچالے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ دل چاہئے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دل سے استغفار کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس کے حقیقی معنوں کو سمجھتے ہوئے اس پر کاربند ہوں اور خدا کی بخشش کی چادر تلے آجائیں۔ آمین

نوجوانوں کے لیئے بے کاری سراسر نقصان دہ ہے

(مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب)

آج کی دنیا میں بیکاری اور بے روزگاری پیچیدہ ترین مسائل میں شامل ہے۔ روز گار نہ ملنا بے روزگاری کہلاتا ہے اور یہ صورت حال بہت کٹھن ہوتی ہے۔ لیکن اگر بے روزگاری کے ساتھ ہمہ وقت کی بیکاری بھی شامل ہو جائے یعنی بے روزگار شخص اپنے وقت کو کسی اچھی قسم کی ذاتی یا سماجی قسم کی مصروفیت میں گزارنے کی بجائے فقط ضائع کرنے پر تل جائے تو یہ امر نہ صرف اس شخص بلکہ اس کے خاندان اور پھر ملک و قوم سب کیلئے بہت نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوگا۔ جیسا کہ ایک انگریزی محاورہ ہے کہ:-

"بے کار اور نکمے شخص کا دماغ شیطان کی آماجگاہ ہوتا ہے"۔

وجہ یہ کہ انسانی دماغ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے فرائض منصبی میں مشغول ہے تو وہ اس کے بارہ میں ہی سوچے گا اور مصروف عمل رہے گا جس سے وہ فرض اپنے ہدف اور منزل کی طرف جاری وساری رہے گا اور اس کے حتی الوسع اچھے نتائج برآمد ہونگے لیکن اگر کوئی شخص بالکل بے کار اور نکمی زندگی گزار رہا ہے تو اس کی سوچ اکثر و بیشتر منفی اور تخریبی ہوگی۔

بیکاری کے نقصانات

بے کار رہنے کا سب سے بڑا نقصان تو یہی ہے کہ انسانی دماغ غلط سوچ اور بُرے خیالات کا مرکز بن جاتا ہے جو بالآخر ناپسندیدہ افعال اور بُری عادات میں ڈھل جاتے ہیں۔

دوسرا بڑا نقصان آوارگی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ایک ارشاد کے مطابق بیکاری اور آوارگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بے کار انسان وقت گزاری کیلئے آوارگی کو اختیار کرتا ہے جو ہزاروں برائیوں کو جنم دیتی ہے۔ فارغ اور بے کار نوجوانوں کا سڑکوں اور چوراہوں میں کھڑے ہو کر فضول باتیں اور حرکتیں کرنا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو نہایت ہی معیوب بات ہے اور راستوں کے حق کو غصب

...نے کے مترادف ہے نیز سراسر خسارے کا سودا ہے۔ سورۃ مدثر رکوع ۲ میں اہل جنت اور اہل دوزخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جنتی لوگ اہل دوزخ سے سوال کریں گے کہ تم کو کیا چیز دوزخ میں لے گئی تو وہ جواب دیں گے:۔

"ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور بے حکمت (لغو) باتیں کرنے والوں کے ساتھ بے حکمت (لغو اور فضول) باتیں کیا کرتے تھے"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان برائیوں سے محفوظ رکھے۔

کردار اور شخصیت کا داغ دار ہونا

وقت کے بے رحم ضیاع کے ساتھ ساتھ آوارہ اور بے مقصد شخص کے کردار اور شخصیت پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ وہ بُری مجلسوں کے نتیجہ میں بُری خصلتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت سرور کائنات ﷺ نے بُری مجلس کی مثال لوہار کی کوئلوں اور دھوئیں والی بھٹی سے دی ہے کہ وہاں بیٹھنے والے کو کم از کم سیاہی یا کالک تو ضرور لگے گی۔

آپ نوجوانوں میں عادات بد مثلاً سگریٹ نوشی کا جائزہ لیں تو ان میں سے اکثر یہی بتائیں گے کہ انہیں یہ بری اور مضر عادت ان سگریٹ نوشوں سے لگی ہے جن کی مجلس میں انہوں نے اول اول بیٹھنا شروع کیا اور شوقیہ طور پر ان کے سنگ سگریٹ پینا شروع کر دیا۔ بعد میں یہ عادت پختہ ہو گئی اور ان کے پیسے اور صحت کو دیمک کی طرح چاٹنے لگی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ماحول اور ارد گرد کا اثر دل اور دماغ پر ضرور پڑتا ہے۔

بوریت اور افسردگی کا غلبہ

بیکاری اور نکمے پن کا ایک اور خطرناک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا انسان ہر وقت بوریت اور اکتاہٹ محسوس کرتا ہے اور آخر کار افسردگی اور شدید ذہنی پریشانی (DEPRESSION) کا شکار ہو جاتا ہے اس کے نتیجے میں انسان اپنے آپ سے کلی طور پر مایوس و بے زار اور عملی لحاظ سے مفلوج بے اختیار ہو کر رہ جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں اگر کوئی ڈاکٹر کسی مریض کے متعلق یہ لکھ دے کہ وہ (DEPRESSION) کا شکار ہے تو ایسے شخص کو اس کے کام سے لازماً رخصت مل جاتی ہے کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتا اور ہر قسم کی قوت فیصلہ سے محروم ہو جاتا ہے وہ اپنے دفتر یا کام کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص عملی طور پر

گویا اس شعر کی تصویر بن جاتا ہے:۔

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

آگے آتی تھی حال دل پر ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

مؤثر علاج موجود ہے

اس ضمن میں پہلے یہ ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ بیکاری و بے روزگاری کی کچھ ایسی مشکلات اور حالات بھی ہیں جن میں خود بخود نوجوانوں کی کم سمجھی اور ناتجربہ کاری کا بہت حد تک دخل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک نوجوان عام مضامین میں ایف۔ اے یا بی۔ اے کا امتحان کم نمبروں میں پاس تو کر لیتا ہے لیکن پھر بھی اسے آسانی سے ملازمت نہیں ملتی جس سے اسے بہت مایوسی اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمارے نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنی چاہیئے کہ محض عام درجے میں ایف۔ اے یا بی۔ اے حتی کہ غیر اہم مضمون میں ایم۔ اے کر لینے کا بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ انہیں چاہیئے کہ خود اپنے ذہنی رجحان اور وسائل کے مطابق کوئی تکنیکی یا تعلیمی لائن اختیار کریں جس میں وہ نمایاں کارکردگی دکھا سکیں۔ خواہ یہ کسی قسم کا ہنر یا مہارت (TRADE OR SKILL) ہی ہو۔ یورپی ممالک میں تعلیمی اداروں میں STREAMING کا عمل نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ جس کے مطابق مختلف طلبہ کو انکی صلاحیت کے مطابق تعلیم، تربیت اور رہنمائی ملتی ہے۔ وہاں بی۔ اے ایم۔ اے بلکہ ایف۔ اے کرنے کی نسبتاً نچلی سطح تک بھی بے سپاٹ دوڑ نہیں لگائی جاتی بلکہ طالب علم کا میلان طبع اور اس کی علمی استعداد دیکھی جاتی ہے اور انہیں مختلف عملی یا ٹیکنیکل کاموں اور میدانوں میں ڈال کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا دیا جاتا ہے۔ وہ لوگ کماتے بھی خوب ہیں۔ ہمارے ہاں بی۔ اے اچھے نمبروں میں پاس کرنے والے طلبہ کو پوسٹ گریجوایشن کے طور پر پروفیشنل ایجوکیشن مثلاً قانون، تدریس، شارٹ ہینڈ، کمپیوٹر کورس وغیرہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اس طرح اچھی ملازمت ملنے کے زیادہ مواقع میسر آجاتے ہیں۔

جب تک بے روزگار ہیں

لکھے پڑھے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وقتی طور پر بے روزگاری کے ساتھ ہمہ وقتی نکمے پن اور بیکاری کو جمع نہ ہونے دیں۔ ملازمت کی کوشش اور انتظار کے فارغ زمانہ میں ادھر ادھر وقت ضائع کرنے اور

غیر معیاری و غیر صحتمندانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کی بجائے اپنا وقت کتب بینی میں گزاریں۔ اس کے بڑے فائدے ہیں۔

اول:۔ ان کا وقت منفی سوچ اور مایوسی کی بجائے دلی بشاشت اور ذہنی آسودگی کے ساتھ بہتر رنگ میں گزرے گا۔ فرانس کے مشہور عالم مصنف وکٹر ھیوگو (VICTOR HUGO) کا یہ قول کتنا سچا ہے:۔

BOOKS ARE DRY BUT ARE FRIENDS

کہ کتابیں گو خشک ہی سہی لیکن یقینی اور قابل اعتماد دوست ہوتی ہیں۔

دوئم:۔ دوسرا فائدہ کتب بینی کا یہ ہے کہ انہیں اچھی اور معیاری کتب (اس میں اخبارات اور رسائل کو بھی شامل کرلیں) میں بڑی کام اور علم کی چیزیں پڑھنے کو ملیں گی۔ موجودہ اور گزشتہ زمانہ کے بھی اعلیٰ مصنفین اور مفکرین کے خیالات اور حالات سے آگاہی ہوگی۔ جس سے علمی ترقی اور ذہنی بالیدگی حاصل ہوگی۔ ایک مصنف نے کیا خوب کہا ہے:۔

BOOKS ARE ENOBAEMED MINDS.

یعنی کتب گویا حنوط شدہ دماغ ہیں۔ ہم افلاطون، شکسپیئر اور سب سے بڑھ کر سابقہ دور کے مسلمان بزرگوں اور دانشمندوں کی ملاقات سے محروم ہیں لیکن اب بھی ان کے عالی افکار اور اقوال مختلف کتب سے بڑھ کر بے پناہ فوائد اور علم حاصل کرسکتے ہیں۔ سوئم:۔ فائدہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ عام دنیاوی و مادی چیزیں استعمال کرنے سے کم ہوتی جاتی ہیں لیکن آپ علم کو جتنا خرچ اور استعمال کریں گے اس میں اتنی ہی پختگی، وسعت اور مہارت پیدا ہوتی جائے گی۔ آسان مثال یہ ہے کہ اگر کوئی میٹرک پاس طالب علم کسی چھوٹی کلاس کے طالب علم کو اس کی پڑھائی میں مدد دینا شروع کرے تو پڑھانے والے کو خود محسوس ہوگا کہ اس بچے کے اسباق کی تیاری اور دوہرائی کے عمل میں خود اس کا اپنا علم بہتر اور پختہ ہوگیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہاں نئی نئی اور اچھی کتابیں پڑھنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے وہاں اپنے سابقہ علم کو دوسروں میں بانٹنے کا بھی بے حد فائدہ اور ثواب ہے۔ حدیث شریف میں جن تین قسم کے اعمال کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ان کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے گا ان میں سے ایک علم ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ دوسروں میں علم بانٹنے اور ان کی پڑھائی میں ان کو مدد دینے کا فائدہ یوں بھی حاصل ہوگا کہ انسان کا فارغ وقت بہت اچھے اور تعمیری انداز میں گزرے گا۔ نرا بے کار رہنے سے کیا فائدہ؟؟

بے کاری اور فارغ الوقتی کا ایک نہایت ہی عمدہ اور بابرکت حل یہ ہے کہ ایسے نوجوان جو وقتی طور پر فارغ ہوں اور خاص طور پر مرکز میں رہنے والے ایسے نوجوان اپنی خدمات بطور والنٹیئرز (VOLUNTEERS) جماعت کو پیش کریں۔ ہمارے مرکز میں مختلف دفاتر اور محلوں کی سطح پر مختلف تنظیموں میں خدمت کے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ آپ دن میں ایک دو یا چار گھنٹے جتنا وقت بھی خدمت سلسلہ کے لئے نکال سکیں اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس سے ایک طرف جہاں ہمارے دفاتر اور تنظیموں کو فائدہ پہنچے گا وہاں آپ کو بھی یقینی سکون اور روحانی خوشی و شادمانی حاصل ہوگی۔ حضرت فضل عمر نے خوب فرمایا ہے:-

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

(خاکسار یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہے کہ اگر ایسے بے لوث اور اعزازی طور پر خدمت کرنے والے نوجوانوں کو ڈیوٹی کے دوران موسم کے لحاظ سے کوئی مشروب یا SNACKS بطور ریفریشمنٹ پیش کئے جائیں تو اس پر کچھ زیادہ خرچ بھی نہیں آئے گا اور ان نوجوانوں کے لئے ان کی خدمات کی قدردانی کا یہ ہلکا پھلکا اظہار سا بھی ہو جائے گا۔ جس کا ان پر اور ان کے جذبہ خدمت پر بہت اچھا اثر پڑے گا)

اللہ تعالیٰ ہمارے سب نوجوانوں اور عزیزوں کا خود مددگار و کفیل ہو۔ ان کے علم اور اخلاص میں برکت ڈالے۔ ان کو روشن اور قابل فخر مستقبل سے نوازے اور جس قدر ان کو موقع اور استعداد میسر ہو اسے خدمت سلسلہ میں خرچ کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کس درد مندانہ اور خیر اندیشانہ رنگ میں فرماتے ہیں:-

"جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کے متعلق معلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کا سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول ﷺ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے"۔
(ملفوظات)

دستِ کرم نے ہم کو سنبھالا ہُوا تو ہے

وہم و گماں کو دل سے نکالا ہوا تو ہے
خود کو یقیں کی راہ پہ ڈالا ہوا تو ہے

حسنِ عمل سے دل میں اجالا ہوا تو ہے
تاریکیوں کا کوئی ازالہ ہوا تو ہے

لغزش نہ آئے گی کبھی پائے ثبات میں
یہ دل مصیبتوں کا ہی پالا ہوا تو ہے

مل کر رہے گی منزلِ مقصود بالیقیں
راہِ عمل میں غم کا اجالا ہوا تو ہے

وہ جان لے کہ رحمتِ حق ڈھال ہے مری
دشمن نے تیرِ ظلم سنبھالا ہوا تو ہے

کس سے سنوگے غم کی حکایاتِ دلستاں
بلبل کو اس چمن سے نکالا ہوا تو ہے

غم خواریٔ جہاں سے مگر رخ نہ موڑنا
اے دل! تو دیوِ غم کا نوالہ ہوا تو ہے

ہو کر رہے گی شہرت و عظمت ترے نثار
دشمن نے تیرا نام اچھالا ہوا تو ہے

بے مہریٔ جہاں کی شکایت ہو کیوں سلیم
دستِ کرم نے ہم کو سنبھالا ہوا تو ہے

(مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب)

مورخہ 14 تا 20 نومبر 1997ء ہفتہ اعتماد منائیں

مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے۔ جملہ قائدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ سالانہ پروگرام کے مطابق ۱۴ تا ۲۰ نومبر ۱۹۹۷ء بھرپور طریق سے ہفتہ اعتماد منائیں اور ہفتہ کے اختتام پر ہر قائد علاقہ، قائد ضلع اور قائد مجلس اپنی اپنی مساعی کی رپورٹ ۳۰ نومبر ۱۹۹۷ء تک مرکز ارسال فرمادیں۔

- جن مجالس میں قائد اور حلقہ جات میں زعماء کا انتخاب تا حال نہیں ہوا حسب قواعد جلد مکمل کروا کے مرکز سے منظوری حاصل کریں۔
- ہر زعیم اپنی عاملہ تجویز کر کے قائد صاحب مجلس سے اور ہر قائد اپنی عاملہ کی منظوری مرکز سے فوری حاصل کر لے۔
- تمام عہدیداران دستور اساسی اور لائحہ عمل کا مطالعہ کریں اور جملہ عہدیداران کے ریفریشر کورس کا انتظام کیا جائے جس میں ہر شعبہ کا تعارف کروایا جائے اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں کام کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ اور ہر ماہ انہیں اپنے شعبہ میں ٹھوس مساعی کر کے بروقت رپورٹ دینے کا طریق سمجھایا جائے۔
- مجلس کے تمام ریکارڈ کو Up to Date کریں۔ نئے سال کی فائلیں اور رجسٹرز وغیرہ تیار کر کے ان سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔
- علاقہ، ضلع اور بڑی بڑی مجالس اپنے ہاں مجلس کا دفتر قائم کرنے کی کوشش کریں۔
- مقابلہ بین العلاقہ، بین الاضلاع اور بین المجالس کے بنیادی معیاروں کا خوب اچھی طرح مطالعہ کریں اور اس مقابلہ میں مجلس کو آگے لانے کیلئے جامع منصوبہ بندی مکمل کریں۔
- ہر ماہ اجلاس عاملہ اور اجلاس عام کے باقاعدگی کے ساتھ انعقاد کی بھی اس ہفتہ کے دوران باہمی مشورہ سے منصوبہ بندی مکمل کرلیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہم سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

جو مجالس کسی وجہ سے 14 تا 20 نومبر 1997ء کے دوران ہفتہ اعتماد منعقد نہ کر سکیں وہ براہ کرم اس سے اگلا ہفتہ کو ہفتہ اعتماد کے طور پر منا کر اپنی رپورٹ مرکز ارسال فرمادیں۔ شکریہ۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

بنیادی معیار مقابلہ بین الاضلاع خدام

1:۔ نومبر تا اگست ضلع کی ماہانہ رپورٹس 10 ماہ کی سوفی صد وصول ہو چکی ہوں اور کم از کم آٹھ (8) رپورٹس بروقت ہوں۔

2:۔ قائد ضلع یا ان کی عاملہ نے ضلع کی سوفی صد مجالس کا دورہ کیا ہو۔

3:۔ ضلع کے کل بجٹ کا 80 فی صد 31 اگست تک وصول ہو چکا ہو اور صفر وصولی والی کوئی مجلس نہ ہو۔

4:۔ ضلعی ریفریشر کورس میں ضلع بھر کے کم از کم 80 فی صد عہدیداران کی شمولیت ہو یا ضلعی سالانہ اجتماع میں کم از کم 80 فی صد مجالس کی نمائندگی ہو۔

5:۔ مرکزی امتحانات میں کم از کم 75 فی صد مجالس کی شمولیت ہو اور ضلع کے 25 فی صد خدام نے شرکت کی ہو۔

6:۔ مرکز کی طرف سے مقررہ ماہانہ کتب کا ہر ماہ 50 فی صد مجالس نے مطالعہ کیا ہو اور 100 فی صد مجالس کی طرف سے دوران سال رپورٹ ضرور ملی ہو۔

7:۔ خدام و اطفال کی سوفی صد مجالس سے کم از کم 5 ماہ کی رپورٹس آئی ہوں۔

8:۔ انتخابات سوفی صد مجالس کے بروقت ہوں۔

9:۔ فہرست تجنید اور تشخیص بجٹ سوفی صد مجالس سے بروقت مل چکے ہوں۔

10:۔ سال میں ایک ضلعی اجتماع یا تربیتی کلاس منعقد ہوئی ہو۔

11:۔ دس فی صد مجالس نے مقامی تربیتی کلاس یا اجتماع منعقد کیا ہو۔

12:۔ تعلیم القرآن کلاس کے سلسلہ میں 50 فی صد مجالس میں کام شروع ہو چکا ہو۔

13:۔ مرکزی تربیتی کلاس میں کم از کم 60 فی صد مجالس کی نمائندگی ہو۔

14:۔ ضلعی ٹارگٹ پھل کم از کم 50 فی صد حاصل کیا جا چکا ہو۔

خریداران و ایجنٹ صاحبان کے لئے ضروری اطلاع

ماہنامہ خالد کا یہ شمارہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء کا شمارہ ہے اور دسمبر ۱۹۹۷ء کا شمارہ "ڈاکٹر عبدالسلام نمبر" ہوگا (انشاء اللہ)۔ جس کی عام قیمت مستقل خریداران کے لئے -/۱۲ روپے فی شمارہ ہوگی جبکہ زائد پرچہ کی قیمت -/۳۵ روپے فی شمارہ ہوگی۔ قارئین حضرات اور ایجنٹ صاحبان نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

بقیہ از صفحہ 28

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی بانی مجلس خدام الاحمدیہ نے ایسے نوجوانوں کی تلاش ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:۔

☆ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں!

☆ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا سچ کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

☆ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

☆ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنی ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھ رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

☆ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں؟ اکیلے اپنا بوجھ اٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں، ناواقفوں اور ناآشناؤں میں، دنوں، ہفتوں، مہینوں۔

☆ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

☆ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا "مربی" اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان اٹھ! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں!!

(مرزا محمود احمد المصلح الموعود)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایسے ہی خدام بنا دے جیسا حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی لیکن ہم سب کو اس کے لئے خوب جدوجہد اور دعا کرنی پڑے گی۔ کیونکہ

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو

تقریب شادی

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ کے پُرانے کارکن اور رسالہ خالد و تشحیذ الاذھان کے پبلشر و مینجر مکرم مبارک احمد صاحب خالد کی صاحبزادی مکرمہ عطیۃ الجبار صاحبہ کی شادی مورخہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ مکرم محمود احمد صاحب طلحہ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ابن مکرم محمد سلیم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد کے ہمراہ انجام پائی۔

محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے اسی روز مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر ان کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

تقریب رخصتانہ ۳ بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احبابِ جماعت نے شرکت فرمائی۔

تلاوت اور درثمین میں سے منتخب دعائیہ اشعار کے پڑھے جانے کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید و صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے اِس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

ادارہ خالد اِس پُرمسرت موقعہ پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلق دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(ادارہ خالد)

نتیجہ مقابلہ بین الاضلاع مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سنہ ۹۷-۱۹۹۶ء

سال سنہ ۹۷-۱۹۹۶ء میں کارکردگی کے لحاظ سے مقابلہ بین الاضلاع میں حسبِ ذیل تفصیل سے اضلاع نے امتیاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب اضلاع کے لئے مبارک فرمائے۔

(حافظ عبدالاعلیٰ طاہر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اوّل - گوجرانوالہ
دوم - لاہور
سوم - کراچی
چہارم - عمر کوٹ
پنجم - اسلام آباد
ششم - میرپور خاص
ہفتم - حافظ آباد
ہشتم - حیدر آباد
نہم - میرپور آزاد کشمیر
دہم - سیالکوٹ

Monthly **Khalid** Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Regd. No. CPL-139 *Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz* **November 1997**

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان ۱۳۷۶-۱۳۷۷ھ / ۱۹۹۷-۱۹۹۸ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درج ذیل عاملہ بغرض منظوری پیش کی گئی جسے منظور فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:-

"منظور ہے۔ بارک اللہ لکم"

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے جملہ ممبران کو مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راجہ منیر احمد خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

عہدہ	نام
نائب صدر	مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
معتمد	" حافظ عبد الاعلیٰ صاحب
مہتمم اصلاح و ارشاد	" خلیل احمد تنویر صاحب
" تربیت	" مسعود احمد سلیمان صاحب
" تعلیم	" عبد السمیع خان صاحب
" تحریکِ جدید	" عبد الحلیم سحر صاحب
" وقارِ عمل	" انتصار احمد نذر صاحب
" صحتِ جسمانی	" شبیر احمد ثاقب صاحب
" اشاعت	" ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
" تجنید	" سید مبشر احمد ایاز صاحب
" صنعت و تجارت	" نصیر احمد انجم صاحب
" امور طلبہ	" فخر الحق شمس صاحب
" اطفال	" سید محمود احمد صاحب
" مقامی	" قمر احمد کوثر صاحب
محاسب	" خواجہ ایاز احمد صاحب
ایڈیشنل مہتمم تربیت	" ظفر اللہ خان طاہر صاحب
مہتمم مال	" راجہ رفیق احمد صاحب
" خدمتِ خلق	" ڈاکٹر عبد اللہ پاشا صاحب
" عمومی	" سلیم الدین صاحب
معاون صدر	" راجہ رشید احمد صاحب
" "	" مرزا فضل احمد صاحب
	" ڈاکٹر سمیع